دِل کی بات

انتخابات! جُداگانہ یا مخلوط

پاکستان پیپلز پارٹی کی شریک چیئرپرسن مسز بے نظیر بھٹو نے ایک بار پھر اپنے اِس عزم کو بالجزم اور بالجہر دہرایا ہے کہ پی پی پی (بلکہ پی ڈی اے) پاکستان میں جداگانہ طریق انتخاب کے خاتمہ کے لئے اپنی جدوجہد کو کامیاب بنانے کی ہر ممکن سعی کرے گی۔ ۸۸ء اور ۹۰ء کے انتخابات کے موقعہ پر اس منشوری نکتہ کا اخفاء شاید تقیہ اور کتمان کے "زریں" ایرانی اصولوں پر عمل درآمد کا حصہ تھا کہ جنہیں جمہوریت کی رو سے حکمتِ عملی کا مقام و مرتبہ مِل چکا ہے۔ اور اب یکبارگی مخلوط طریقۂ انتخاب کا "نعرۂ ہفوات باآوازِ بلند" لگانے کا مطلب اس کے سوا کیا ہو سکتا ہے کہ

حقیقت ہو رہی ہے بے نقاب آہستہ آہستہ

اور وہ حقیقت یہی ہے کہ اس مملکت خداداد کو قائداعظم صاحب والی اسلامی جمہوریہ پاکستان بننا ہے اور نہ قائد عوام صاحب والی عوامی جمہوریہ پاکستان! اب تو اِسے نئے عمرانی معاہدے (نیو شوشل کنٹریکٹ) کے راستے ترقی کرنا ہے۔ ایک وحدت سے کئی وحدتوں اور ایک ریاست سے کئی ریاستوں میں تبدیل ہونا ہے۔ کیونکہ نئے عالمی منظر (نیو ورلڈ آرڈر) کی تکمیل و تشکیل کا یہی تقاضا ہے اور دنیا بھر کے ناقص و کامل بے ضمیر و بے نظیر رہنماؤں کے اکلوتے اور چہیتے داتا اور ان داتا کی مرضی اور منشا بھی یہی ہے۔" مرضئ مولا از ہمہ اولیٰ!

ہمیں نہیں معلوم کہ پاکستان کے جملہ پی پی مخالف سیاسی و مذہبی عناصر پی بی کے اس "تازہ ویاکھیان کو کتنا وزن، کتنی توجہ دے رہے ہیں۔ یا کس انداز میں اس کا تجزیہ کر رہے ہیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ابھی ادھر توجہ کرنے کی نوبت ہی نہ آئی ہو، یا اس کی ضرورت ہی محسوس نہ کی گئی ہو۔ لیکن اب یہ بات گویا نوشتۂ دیوار ہے کہ پاکستان میں طبقاتی مفادات کی جنگ اب ایک نئے اور اہم مرحلے میں داخل ہو رہی ہے اور مذہب، مسلک، علاقہ، زبان اور نسل کے نام پر مصروفِ استحصال جمہوری کوچہ گردوں میں سیکولرازم کے خارش زدگان ایک نئے انداز اور ایک نئے عنوان سے نمایاں ہو رہے ہیں۔ مخلوط طریق انتخاب کے لئے نعرہ زن مخلوق کے چہرے غور سے دیکھئے۔ ان میں کچھ بھی نیا نہیں۔ ہاں بہروپ اور سوانگ ضرور نیا ہے۔ یہ پرانے شکاریوں کا نیا جال ہے۔ لیکن ایسا نظر آتا ہے کہ اب کے ان کی تیاری اپنے تئیں بہت زوردار کی ہے۔

یاد رکھیئے! اگر مخلوط طریق انتخاب کی طرف کوئی سی پیش رفت بھی ہو جاتی ہے تو اس کا مطلب اس کے علاوہ کوئی نہ ہوگا کہ ہم نے اپنے قومی، ملّی، دینی اور مملکتی تشخص کو جمہوریت کی قربان گاہ پر، سیکولرازم کا ورد کرتے ہوئے ذبح کرنے کا حتمی فیصلہ کر لیا ہے۔ ہمارا نظریۂ پاکستان، ہماری قرارداد مقاصد اور ہمارا ۱۹۷۳ء کا (نام نہاد) اسلامی جمہوری وفاقی آئین اور سب سے بڑھ کر یہ پاکستان، ستم رسیدہ پاکستان —— یہ سب کچھ ویسا نہ رہے گا جیسا آج ہمیں نظر آتا ہے۔ محسوس ہوتا ہے یا جیسا ہم اسے دیکھنا، محسوس کرنا چاہتے ہیں۔ یہاں ہم ایک اور ڈھاکہ ڈوبتے دیکھیں گے، ایک بہت بڑا "ڈھاکہ" جو ہمارے وجود کا، ہمارے ہونے کا نام ہے۔ پھر اس سقوط، انہدام اور جانکنی سے عبارت شکست پر لنگوٹی پوش لالے ہی شاداں نہیں ہوں گے کہ جنہوں نے ۱۹۷۱ء میں دو قومی نظریہ دریا بُرد کر دکھایا تھا بلکہ وہ دُنی الطبع بوزنا صورت آقا بھی بہت فرحاں ہو گا جس کے بوزنا سیرت ٹوڈی پٹھے آج اس عذابِ الٰہی کو دعوت دے رہے ہیں کہ جس کے نازل ہونے پر (خدانخواستہ خدانخواستہ)

وطن اک اور ماضی کی گپھا میں ڈوب جائے گا۔

شناختی کارڈ کا مذہبی خانہ

وہی ہوا جس کا ڈر تھا دینی جماعتوں کا باہمی افتراق و مخالفت! اس کا منطقی نتیجہ ہی یہ ہے کوئی ایک دینی جماعت قوت مؤثرہ نہیں ہے کہ جس کے مطالبات و عزائم کے سامنے ارباب بست و کشاد دل کی کہیں۔ ان حکمرانوں کی لغت میں کہہ مکرنی کا نام ہی جمہوریت ہے، اور آئی جے آئی کی حکومت جو دراصل صرف مسلم لیگ کی حکومت ہے [illegible] سے [illegible] بد میں مبتلا ہے ان پر اعتماد گناہ اور ان کا عذر گناہ بدتر از گناہ!

ہم نے تو دینی بزرگوں [illegible] تھا [illegible] کا تھا۔ جب [illegible] علماء اب بھی مل بیٹھیں اور اپنی اپنی سیاسی [illegible] سے بلند ہو کر [illegible] ہو جائیں!

مرزا طاہر کا نیا شقلہ

مرزا طاہر نے ہندو مشرکوں اور سکھوں کو خوش کرنے کے لئے [illegible] اور سکھوں کو اسلامی فرقہ کہا ہے۔

عام مسلمانوں اور علماء کو گالی دینا غلام احمد کادیانی اور اس کے ماننے والوں کی ریت ہے۔ مرزا طاہر نے اس ریت کو احسن طریقہ سے نبایا ہے۔ کفر ملت واحدہ ہے، ہندو، سکھ، یہودی، عیسائی اور مرزائی یقیناً ایک ہیں اور آپس میں بھائی بھائی ہیں ہمیں ان کے بھائی چارے پر کوئی اعتراض نہیں، کوئی مسلمان اپنے آپ کو ان مذکورہ کافروں کا بھائی کہنے کے لئے تیار نہیں۔ مرزا طاہر لیسے لغو بیان دے کر مسلمانوں کو دھوکہ نہیں دے سکتا، مسلمان مرزائیوں کو پہلے بھی کافر سمجھتا تھا اب بھی کافر سمجھتا ہے اور آئندہ بھی کافر سمجھ کر ان سے کافروں جیسا سلوک کرے گا۔ پاکستان میں تمام کافر اقلیتوں کے ساتھ اعلیٰ سلوک کیا جاتا ہے، قادیانیوں کا یہ پروپیگنڈا کہ اقلیتوں کے ساتھ حسن سلوک نہیں ہوتا جھوٹ کا پلندہ ہے، پاکستان میں مرزائی اب بھی بعض کلیدی اسامیوں پر قابض ہیں جو ان کے اقلیتی حقوق سے زیادہ حصہ ہے اور جس کے وہ ہرگز مستحق نہیں کیونکہ وہ دھوکہ باز ہیں نام اسلام کا لیتے ہیں اور کام کفر کا کرتے ہیں۔ بھارت میں ہونے والے ان کے حالیہ سالانہ اجتماع کی روداد اور مرزا طاہر کی تازہ تقریر بھارت نوازی اور اسلام دشمنی کا کھلا ثبوت ہے۔

لانگ مارچ

بے نظیر نے یہ سمجھا کہ وہ چونکہ جناب ذوالفقار علی بھٹو کی دختر بلند اختر ہیں اس لئے اور صرف اسی لئے عوام بے نظیر کی "زنانہ" قیادت میں جم غفیر بن جائیں گے اور اپنی "سٹریٹ پاور" کے ذریعہ وہ حکومت کو ہلا دیں گی لیکن وہ اپنی ذات کے بارے میں تجزیہ نہ کر سکیں اور نتیجہ برعکس نکلا، جتنے خوفناک اور دہشتناک ان کے بیانات ہوتے تھے اتنا خوف اور دہشت ان کے پرستاروں میں نہ تھا وہ سندھ کے ہندوؤں، امریکہ کے یہودیوں پاکستان کے عیسائیوں اور مرزائیوں اور ایران کے رافضیوں کی اس چوکھی واردات اور مشترکہ شب خون کے بعد بھی کچھ کر سکتے تھے۔ اور ہوائیوں کہ شمع اور پروانوں کو جلد احساس ہو گیا کہ درست نتائج برآمد ہونے کی وجہ غلط اسیسمنٹ ہے جو بے نظیر صاحبہ کی سیاسی خطا ہے اور سیاسی خطائیں گن کے بتلائی جا سکتی ہیں مثلاً

(۱) انہوں نے دینی رہنماؤں کو ماضی میں اچھی طرح لتاڑا لیکن وہ فہمی گزیدہ اس دفعہ قریب نہ پھٹکے اور ماحول میں سمندر کا سا سکوت رہا۔

(۲) انہوں نے سیاسی بزرگوں اور بزرجمہروں کی شرکت کے بغیر آگے بڑھنا چاہا مگر انہوں نے بڑھنے نہ دیا، اور ان کے سیاسی مشرب کے شرکاء تماشا دیکھتے رہے۔ (۳) انہوں نے "قائد عوام" کے ساتھیوں کو ایک ایک کر کے نکال باہر کیا۔ (۴) بیرونی اثرات مکمل طور پر میاں نواز شریف کو چت نہ کر سکے وہ کچھ لرزے ضرور مگر وہ بھی جگر رکھتے ہیں۔

بابری مسجد

جو مسجد مسلمانوں کے اجتماعی عمل کا شکار پچاس برس سے بند پڑی تھی اس مسجد ویران کو ہندوؤں نے مسمار کر دیا اور یہ نتیجہ ہے یہودیوں اور عیسائیوں کی تہذیب قبول کرنے کا، ان کے افکار و خیالات سے موافقت کا ان کا نظام ریاست قبول کرنے کا! ایک جمہوری و سیکولر ملک میں اور کیا ہوگا، کیا ہندو ہماری مساجد کو آباد کریں گے؟ مسلمان نے سینما، کلب، پب اور آوارگی کو قبول کیا تو مساجد گریں گی نہیں تو اور کیا ہوگا؟ ہندوؤں نے بابری مسجد گرائی ہم نے مندر گرا دیئے، ہندوؤں نے ساڑھے تین ہزار مساجد اور گرا دیں، سینکڑوں مسلمان قتل کر دیئے نتیجہ کیا نکلا؟ ہر جماعت نے اس حادثہ کو ایکسپلائٹ کیا بڑھ چڑھ کر جوشیلے اور فتنہ انگیز بیانات داغے گئے، آتش نفسی کا مظاہرہ ہوا، شہید گنج کی تاریخ دہرائی گئی پاکستانی مظاہرین نے مسجد شہید گنج پر بھی

(بقیہ ۱۰ پر دیکھیں)